R.N.I. Regd. No. :-41082/82

صدائے اڑیسہ کے لئے۔۔

Rs.100/-

روپیہ اس بینک اکاؤنٹ میں بھیجئے

A/C no.

00220100002393 5

IFSC:

IOBA0000022

یہ خاموشی کہاں تک لذتِ فریاد پیدا کر زمیں پر تو ہو اور تیری صدا ہو آسمانوں میں

مدیر: شیخ قریش   معاون مدیر: حسینہ بیگم   مدیرِ اعلیٰ: سعید رحمانی

جلد۔۱۵   شمارہ۔۹   صفحہ۔۸   قیمت ۵؍روپیہ فی شمارہ (۱۸؍شمارہ کیلئے ۱۰۰ روپیہ بذریعہ ڈاک)   ماہ دسمبر ۲۰۲۰ء

ملت کے آفتاب نے روشن کیا جہاں

اڈیشا کے شعیب آفتاب نے NEET کے امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے جہالت کے اندھیروں کو چیلنج کر دیا ہے۔

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں ہیں

ہمارے ملک میں چند امتحانات ایسے ہوتے ہیں جن کے نتائج پر ملک بھر کی نظریں جمی ہوتی ہیں۔ جن طلبہ اور طالبات نے وہ امتحانات دیے ہوتے ہیں وہ رسلٹ کے انتظار میں ان کی سانسیں رکنا تو ظاہر ہے عین فطرت کا تقاضا ہے ان کے والدین بھی آسمان کی جانب بار بار ہاتھ اٹھا کر بہتر نتائج کی دعا کرتے ہی ہیں۔ لیکن ملک کا باشعور طبقہ بھی اس نتائج کا بے صبری سے انتظار کرتا ہے۔ ان امتحانات میں ایک یو پی ایس سی دوسرا آئی آئی ٹی کا اور تیسرا NEET امتحان ہے۔

مہینہ بھر پہلے یو پی ایس سی کے امتحان مین مسلمان بچوں کی ذرا سی کامیابی نے فرقہ پرستوں کی نیندیں اڑا دی تھیں۔ سدرشن ٹی وی چینل نے باقاعدہ یو پی ایس سی جہاد کا نام دے کر فتنہ پیدا کر دیا تھا اور معاملہ عدالت عالیہ تک پہنچ گیا تھا۔ ابھی اس کا شور کم بھی نہیں ہوا تھا کہ راورکیلہ ریاست اڈیشا کے شعیب آفتاب نے NEET کے امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل

کر کے قوم کی جہالت کے اندھیروں کو چیلنج کر دیا ہے۔ فرقہ پرستوں کی آنکھیں اس آفتاب کی کرنوں سے چندھیا گئی ہیں جو ۱۶؍اکتوبر کی شام میں طلوع ہوا تھا۔

شعیب آفتاب کی کامیابی ایک بہت بڑی کامیابی ہے ہم اس کامیابی پر اس کو، اس کے والدین اور سرپرستون کو اس کے اساتذہ کو مبارک باد دیتے ہیں۔ ملک کا ماحول کچھ برسون سے ایسا ہو گیا ہے کہ ہمارے لیے (آفتاب کی کامیابی کسی عید سے کم معنی نہیں رکھتی۔ فرقہ پرست سیاست نے ملک میں قومی کشمکش کا جو آغاز کیا ہے۔ اس میں آفتاب کی کامیابی سے مسلمانوں کا خوش ہونا فطری بات ہے۔ فرقہ پرست عناصر نے اس ملک کے بھائی چارے کو اس طرح پامال کر دیا ہے کہ ہر قوم صرف اپنے ہیروز پر فخر کرتی ہے۔ حالاں کہ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ شعیب آفتاب کی کامیابی ہو یا یو پی کی آکانکشا کی سارا ملک ہی ان کو مبارک باد دیتا کیوں کہ دونوں ہی ہندوستان کی مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور دونوں کی کامیابی کا پھل تمام باشندگان ملک کو ہی ملے گا)۔ اگر محنت کی جائے تو ہم اپنی آبادی کے تناسب سے آگے بھی جا سکتے ہیں۔ ریاست اڈیشا کے لئے بھی یہ فخر کا مقام ہے۔ اس لیے کہ اس سے پہلے اڈیشا یا ہندوستان کے کسی سپوت کو یہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اس کامیابی سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ مسلم نوجوان اگر جی توڑ محنت کریں اور والدین پیسہ خرچ کریں تو ملک میں اعلیٰ مقام حاصل کر کے قوم اور ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں۔ یہ کامیابی مسلم بچوں کے والدین کے اعتماد میں اضافہ کرتی ہے اکثر بچوں کے والدین کے اعتماد کا لیول بہت کم رہتا ہے۔ وہ اپنے بچوں کی محنت اور کامیابی پر شک اور تذبذب کا شکار رہتے ہیں۔ شعیب آفتاب کی کامیابی ان کے یقین اور اعتماد میں اضافہ کرے گی۔ اس کامیابی سے اس غلط فہمی کو دور ہونے میں بھی مدد ملے گی کہ پڑھ لکھ کر کیا ملے گا؟ ملک کے متعصّبانہ سسٹم نے مسلمانوں کے اندر یہ احساس پیدا کر رہا تھا کہ مسلمان چاہے جتنا پڑھ لکھ جائے اسے نوکری نہیں ملے گی۔ لیکن یہ اس زمانے کی حالت سے واقف نہیں ہیں۔ کیونکہ کمپیوٹر ٹیکنالوجی کا آج کوئی دھرم نہیں ہے۔ اس لئے ہم دیکھ رہے ہیں کہ معاملہ یو پی ایس سی کا ہو یا نیٹ کا بہتر نتائج حاصل ہو رہے ہیں۔

باقی صفحہ ۳ پر۔۔۔۔۔۔۔۔

Shamsul Arefeen

Shakil Akhtar

اداریہ
یا اللہ یا اللہ
ماہنامہ صدائے اڑیسہ، کٹک
مدیر اعلیٰ۔سعید رحمانی
مدیر۔شیخ قریش

اسلام انسانیت کا ایک عالم گیر تصور دیتا ہے

انسان دنیا میں انفرادی زندگی گزارنے نہیں آیا، اس کی انفراددی زندگی اجتمائی تشکیل حیات میں مضمر ہے۔ اسلام کہتا ہے ''علیکم بالجماعۃ'' ایک آئینہ اور ایک جہتی ہم مرکزی اور ہم مقصدیت کو متحد کر کے ایک نفس واحد بنا دیتی ہے۔ اس میں ایک اجتمائی خودی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ محدود تمدنی معاشرے کو اسلام انسانیت کا ایک عالم گیر تصور دیتا ہے۔ حقیقت میں دین وہ ہے جو زندگی کا جز نہیں بلکہ تمام زندگی ہو۔ زدگج کی روح اور اسکی قوت محرک ہو۔ زندگی کے ہر میدان عمل میں ہر ہر قدم پر راہ راست اور رراہ جز کے درمیان فرق کر کے دکھلائے۔ مذہب کا اصل مقصد کامیاب زندگی کے لئے انسان کو ذہنی اور عملی حیثیت سے تیار کرنا ہے۔ جو مذہب یہ کام نہیں کرتا وہ مذہب ہی نہیں ہے۔ اور جو مذہب اس کام کو تکمیل تک پھونچانے کی ذمہ داری لیتا ہے وہی مذہب، مذہبِ اسلام ہے۔ اسی لئے ''ان الدین عند اللہ اسلام'' ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف دین ءاسلام ہے۔ مگر مسلمان صرف ڈرامے باز۔

ایک مسلمان، اس کے سارے کام اللہ کے طرف سے ہوتے ہیں۔ بغیر اس کی مرضی کے کچھ نہیں ہوسکتا، یہ پستی یہ ذلت یہ رسوائی سب اللہ کی طرف سے ہیں۔ سر بلندی عزت و اکرام اللہ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ہیں کب دیگا کس طرح دیگا کیوں دیگا؟ اس کا سیدھا سا فارمولا جو قوم متحد ہوتی ہے مل جل کر رہتی ہے اللہ کے احکام کی پابند ہوتی ہے اس قوم پر اللہ کی خاص رحمتوں کی برسات ہوتی رہتی ہے اور اللہ کی مدد آتی رہتی ہے کتنا آسان تو ہے۔ میں ایک بات داعوئے سے کہتا ہوں کوئی آندولن، مورچہ نکالنے کی، نعرہ بازی کی ضرورت نہیں۔ بس اپنے دلوں کو صاف کرلو اس میں سے حسد تکبر بغض وکینا نکال لو متحد ہو جاؤ کسی کے بارے برے خیالات دلوں میں نہ لاؤ۔ ایک جان ہو جاؤ اور گھروں میں بیٹھ جاؤ تمہارے حق میں فیصلے نہ آنے لگیں تو کہنا یہ میرا داعوہ ہے۔ اس طرح ہم کیوں پریشان ہو رہے ہیں، ایک مرتبہ آزماں کر تو دیکھو کوشش کرونا ویسے بھی تو کچھ ہو نہیں رہا ہے۔ ہمارے جو آپس میں نفاق ہیں دور کرو جس سے بول چال بند ہے قریب جائیں اور کہیں اس وقت قوم ایک مشکل دور سے گذر رہی ہے یقینن اس وقت قوم کو اللہ کی مدد کی ضرورت ہے اور وہ مدد یقین جانو اس وقت تک نہیں آئیگی جب تک میں اور آپ اپنے دلوں کو صاف نہیں کر لیتے آؤ بغض و کینا کو پرے دھکیل کر گلے لگ جائیں ہم دونوں مسلمان کہلاتے ہیں ہمارے اس عمل سے اللہ راضی ہوگا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوش ہوگا اور اسلام کی تعلیم بھی مکمل ہوگی، رشتہ سدھارنے کی ضرورت ہے

تمہاری تمناؤں سے بھی کچھ حاصل نہیں اور اہل کتاب کی آرزوؤں پر بھی نجات موقوف نہیں۔ بس جو بھی برا عمل کریگا اس کی سزا بھگتے گا اور خدا کے مقابلے میں اپنا کوئی ولی وناصر نہ پاسکے گا۔

مختصر یہ کہ عمال اچھے کرلو

سب کچھ تمہارے ہیں یہ زمین چیز کیا
لہو قلم تمہارے ہیں۔ واعدہ ہے اللہ کا
زمین کا چپہ چپہ تمہارے نام کر دونگا
بس شرط اتنی سی ہے تم مومن بن جاؤ۔ ☆☆☆

از۔ظہور المصطفیٰ وارث

قرآن مجید کی روشنی میں پیغمبرِ اسلام ﷺ کی تعلیمات اور امن کو برقرار رکھنے کے لئے امت مسلمہ کی ذمہ داریاں

(Teachings of Prophet Mohammed saw in the light of Quran and responsibilities of Muslim community towards maintaining peace)

(از۔شیخ قریش)

پچھلی چند دہائیوں سے، اسلاموفوبیا خاص طور پر نائن الیون کی تباہ کاریوں کے بعد پوری دنیا میں سرایت کر رہا ہے جس نے دنیا کی نظر میں اسلام کے بارے میں سخت منفی تاثر پیدا کیا۔ اس کے بعد سے پوری دنیا میں اسلاموفوبیا کی لہر مضبوط ہوگئی، اسلام کے نقاد (امن کا مذہب) اکثر اسے ایک وحشیانہ مذہب قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ قرآنی آیات اور حدیث (پیغمبر اسلام کے اقوال) کی بھی غلط تشریح کرتے ہیں تشدد کے ساتھ مذہب اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت ساری آیات اور حدیثیں موجود ہیں جو مسلمانوں کو بعض مخصوص حالات میں لڑائی کی طرف راغب ہونے کی ترغیب دیتی ہیں، تاہم، یہ تمام حالات سیاق و سباق کے مطابق ہیں اور انہیں موجودہ منظرنامے کے ساتھ نقل کیا جانا چاہئے۔ سرسری انتہا پسند فرقوں سے تعصب کی ترجمانیوں کو سمجھنا اور ان کو بے نقاب کرنا ہوگا۔ قرآن مسلمانوں کو خوشگوار اور متشدد رہنے کی ترغیب دیتا ہے۔ امن کے لئے اسلا کی ترجیح کی حمایت کرنے کے ثبوت آیات اور حادیث کی ''این'' تعداد میں مل سکتے ہیں۔ پرامن آیات اور احادیث کی تعداد اتنی ہے کہ ممکن ہے کہ اس سب کا محض ایک مضمون میں جائزہ نہ لیا جاسکے۔ اسی وجہ سے، یہاں صرف چند قابل ذکر افراد کا ذکر کیا گیا ہے۔

لوگ اکثر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ

Memorizing The Holy Quran

Prophet
Muhammed (ﷺ)
Peace Be Upon Him
Our Prophet
Our Honour

اسلام دوسرے مذہب کے خلاف نفرت کی تعلیم دیتا ہے لیکن حقیقت میں مقدس کتاب قرآن مجید مذہب کی آزادی کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہر شخص کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کا حق ہونا چاہئے۔ ۲۸ سورت، القصص کی ۵۶ ویں آیت میں اس سے زیادہ واضح طور پر کبھی نہیں کہا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ''بیشک، (اے محمد) تم جسے چاہو ہدایت نہیں کرتے، لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ ہدایت یافتہ وں کو خوب جانتا ہے''۔ (قرآن پاک 28:56) ایک اور سورا البقرہ میں، قرآن کی دوسری سورت۔ اللہ کسی مسلمان کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ صرف تشدد کا ہی سہارا لے اگر یہ واحد راستہ ہے تو وہ حملہ آور کو بلا سکتے ہیں البقرہ کی آیت نمبر 190 میں لکھا ہے: ''اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں، لیکن حد سے تجاوز نہیں کرتے، بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔ (قرآن 190:2)

اہم بات یہ ہے کہ سورہ بقرہ کی پانچ آیات ہیں جس میں مسلمانوں کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ جب بھی ممکن ہو تو تشدد سے گریز کریں، قرآن دوبارہ اس طرح کرتا ہے۔ آیت 195 میں البقرہ پڑھتی ہے: ''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور (اپنے آپکو) اپنے ہاتھوں سے تباہی میں نہ پھینکو اور نیکی کرو، بے شک اللہ نیک لوگوں کو پسند کرتا ہے۔'' (قرآن 195:2) جبکہ صحیفہ میں ایک اور سورت ہے جس میں مومنین سے کہا گیا ہے کہ وہ جنگی قیدیوں کے لئے انسانی ہمدردی کا مظاہرہ کریں۔ سورا الانسان کی آیت 8 سے 9 ایک مسلمان کی ہدایت: ''اور وہ محتاجوں، یتیموں اور اسیروں کو کھانا پیش کرتے ہیں۔ (یہ کہتے ہوئے) ''ہم آپ کو صرف آپ کی خاطر خواہاں ہیں۔ ہم آپ سے نہ تو ثواب اور نہ ہی شکر ادا کرنے کے خواہاں ہیں۔'' (قرآن 76) قرآنی آیت کے علاوہ حدیث (حضرت محمد ﷺ کی التعلیمات) بھی مذہب میں ایک خاص مقام رکھتی ہے اور ہر مسلمان حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے پر مجبور ہے۔ حدیث حضرت محمد ﷺ کے اقوال اور افکار کا بیان ہے۔ ایک صیح مستند احادیث صحیح بخاری میں، حضرت محمد ﷺ کے بہت سے اقوال مل سکتے ہیں جو امن کو فروغ دیتے ہیں۔ ایک بار ابو ہریرہ نے بیان کیا، خدا کے رسول نے فرمایا ''کسی جاندار کی خدمت کرنے کا صلہ ہے (بخاری 8:38)

نیز ایک اور حدیث ریاض الصالحین میں، یہ لکھا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ظلم اور ناانصافی سے پرہیز کرہ، اور بدگمانی سے بچو، کیونکہ اس سے وہ قومیں برباد ہوگئیں جو آپ سے پہلے رہتی تھیں۔ (ریاض الصالحین) ☆☆☆

شعیب کی شکل میں امید کی کرن پھوٹ پڑی

مسلم معاشرے کے لیے ایک خوش آئند خبر ہے، نا امیدی سے نکلنے کے لیے یہ سب انتہائی ضروری ہے۔ شیخ قریش

صفحہ ایک سے آگے۔۔اس کامیابی سے جہالت کے داغ کو مٹانے میں بھی مدد ملے گی۔وہ اپنے لوگ جو ہر وقت مسلمانوں کی جہالت پر لعن طعن کرتے ہیں ان کی زبانوں پر اب شعیب آفتاب کا نام بھی آئے گا۔وہ غیر جو مسلمانوں کی جہالت کو ملک کی پستی کا سبب بتاتے ہیں وہ بھی اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں گے۔اللہ کا شکر ہے کہ گزشتہ سال میں مسلمانوں میں شرع خواندگی میں قابل ذکر اضافہ ہوا ہے۔

نیٹ میں کامیابی ہو یا یو پی ایس سی میں، بڑی کامیابیاں ہیں۔یہ کامیابیاں جہاں اس فرد کی ذاتی محنت، لگن اور ذہانت کا نتیجہ ہوتی ہیں اس کامیابیوں میں جہاں ان کے والدین کی ان دعاؤں کو دخل ہوتا ہے۔جو وہ خدا کے حضور آنسوؤں کے ساتھ کرتے ہیں، اسی کے ساتھ ان کامیابیوں میں ان اداروں اور تنظیموں کا بھی اہم رول ہے جو کوچنگ کرواتے ہیں، اسکالرشپ فراہم کرتے ہیں، یا گائڈینس کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔اس کامیابی سے اداروں کے حوصلوں میں مزید اضافہ ہوگا۔شاہین گروپ آف انسٹی ٹیوشنس کی اطلاع کے مطابق تقریباً ۳۵۰ سے زیادہ بچے سرکاری سیٹیں حاصل کریں گے۔ان کے یہاں ایک غیر مسلم بچے نے نواں مقام حاصل کیا ہے۔ البتہ سوچنے کا مقام یہ ہے کہ جنوبی ہند سے زیادہ بچے کامیاب ہوئے ہیں۔شمالی ہند کے لوگوں کو اس پہلو پر غور کرنا چاہئے۔ہم سمجھتے ہیں کہ ملت کو کسی سے خوف کھانے اور ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔حالات کیسے بھی ہوں اور ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔حالات کیسے بھی ہو اور حکومت کسی کی بھی ہو ہمیں تعلیم کے میدان میں کامیابیاں حاصل کرتے رہنا ہے۔ملت کے بچوں میں نہ دماغ کم ہے اور نہ ذہانت، بلکہ وہ ٹیلنٹ میں اپنے ہمسایوں سے بہت آگے ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ٹیلنٹ کو پہچان کر ان کی رہنمائی کی جائے اور ان کی ہر ممکن مدد کی جائے۔یہ ذمہ داری ہم سب کی ہے۔وہ لوگ جنہیں اللہ نے ملت کے درد اور حب قومی سے نوازا ہے اور ان پر اللہ نیا اپنا فضل بھی فرمایا ہے وہ آگے آئیں، اپنے آس پاس کے ذہین بچوں کی خیر گیری اور خیر خواہی کریں تو ایک نہیں ہزار آفتاب ہندوستان کے آسمان پر چمکیں گے۔

از۔کلیم حفیظ ☆☆☆

ملک کی تاریخ میں شعیب آفتاب کا نام سونے کے حرف میں لکھا جائیگا، مفتی مدثر خان قادری قومی صدر علماء بورڈ

NEET ଟପ୍ପର ହେଲେ ରାଉରକେଲା ପୁଅ ସୋଏବ ଅଫତାବ, ୭୨୦ରୁ ୭୨୦ ରଖି ଇତିହାସ ରଚିଲେ #OTV #OdishaTV #NEETTopper

اڈیشا کے شعیب آفتاب نے نیٹ امتحان میں ۱۰۰ ر فیصد نمبرات حاصل کر کے تاریخ رقم کردی

آگرہ ۱۹ را کتوبر ملک کی تاریخ میں شعیب آفتاب کا نام سونے کے حرف میں لکھا جائے گا شعیب کی کامیابی نوجوانوں کے لئے مثال ہے، یہ کہا تھا آل انڈیا علماء بورڈ کے قومی صدر مفتی محمد مدثر خان قادری، مفتی نے کہا کہ ملک کے ہر مسلمان کو شعیب سے عبرت حاصل کرنی چاہئے، شعیب نے ہر سیاسی لیڈروں کی سیاست کو خاموش کردیا ہے، مسلمان نوجوانوں کی قدم تعلیم کی طرف بڑھ رہے ہیں، یہ خوشی کی بات ہے، کہ شعیب آفتاب جو مثال پیش کی ہے وہ موجودہ وقت میں تمام لوگوں کے لئے سبق ہے، شعیب نے اس بات کا احساس کرادیا ہے کہ اگر آپ کا مقصد جائز ہے تو کامیابی ضرور حاصل ہوتی ہے، میں شعیب اور اس کے والدین کی محنت کو سلام کرتا ہوں۔

بورڈ سیکریٹری (تنظیم) راشد نسیم صدیقی نے کہا کہ شعیب نے ملک کے سیاسی لیڈروں کی سوچ کو بدل دیا ہے، ملک کا ہر نوجوان شعیب بننے کی خواہش رکھ رہا ہے، بورڈ کے قومی ترجمان اظہر عمری نے کہا آج ملک کے ہر شہر میں ایک شعیب کی ضرورت ہے، یہ کہنا ہے کہ ہمارے لئے کچھ نہیں ہے یہ غلط ہے، آپ محنت کی جیئے کامیابی دیر سے ہی سہی آپ کو حاصل ہوگی، میں شعیب اور ان کے ساتھ نیٹ میں کامیاب طالب علم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، واضح ہو کہ اس سال کورونا کی وبا کے دوران منعقد ہونے والے نیٹ امتحان میں اڈیشا کے ۱۹ ر سالہ شعیب آفتاب نے تاریخ رقم کردی ہے، انہوں نے اس امتحان میں ۷۲۰ میں سے ۷۲۰ نمبر حاصل کیا جو اب تک کا ریکارڈ ہے اڈیشا کے رہنے والے شعیب آفتاب ہارٹ سرجن بننا چاہتے ہیں، شعیب نے کہا کہ کورونا کی وبا کے دوران امتحان دینے کا دباؤ تو تھا مگر لاک ڈاؤن کا استعمال پڑھائی پر اپنی توجہ اور زیادہ مرکوز کرنے کے لئے کیا، شعیب کے مطابق، میں ۲۰۱۸ سے اپنے گاؤں نہیں گیا بلکہ پڑھائی کے لئے کوٹہ میں اپنی چھوٹی بہن اور ماں کے ساتھ مقیم رہا۔☆☆☆

مختار راہی جھوم اٹھے۔راؤرکیلہ

سن کے خوشی سے جھوم اٹھا اپنا یہ من
شیخ شعیب نے نام کیا اپنے محلے کا روشن

☆☆☆☆☆☆☆☆

جو وقت آیا تو میدان میں بھی نکلوں گی
ابھی تو گھر کی ضرورت ہوں گھر میں رہنا ہے
ہاجرہ نور زریاب آکولہ

اسپرنگ کو جتنا دباوگے وہ اتنی زور سے اچھلے گی

از: غلام غوث، بنگلور۔

جب کوئی قوم اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس کی نافرمان ہو جاتی ہے اور اس کے نیک بندے لا پرواہ ہو جاتے ہیں تب اللہ انہیں سبق سکھانے اور سیدھے راستے پر لانے کے لئے انہیں مصیبتوں میں ڈال دیتا ہے، ان پر ظالم حکمرانوں کو مسلط کر دیتا ہے جو ہر قدم پر ان کے ساتھ ناانصافی اور ظلم کرتے ہیں۔ آج دنیا بھر کے مسلمانوں کے پاس مال و دولت ہے مگر ان کی عزت اور اہمیت نہیں ہے۔ وہ عیش پرست ہیں جفاکش نہیں، امریکہ اور یوروپ کے غلام اور محتاج ہیں۔ غلامی اور محتاجی کا احساس ہوتا تو بڑی بات تھی مگر وہ احساس بھی نہیں ہے، عقل تو ہے مگر اسے استعال کرنا نہیں آتا۔ اللہ کا کہنا ہے کہ جب وہ کسی قوم کو سزا دینا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اس کے خوشحال لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔ غور سے دیکھیں تو آج دنیا کے تمام مسلم حکمران گمراہ ہو گئے ہیں۔ ان کی پریشانیوں اور مصیبتوں کا حل آسان ہے مگر ان کے دماغ کام نہیں کر رہے ہیں۔ کوئی اگر سمجھائے تو بھی ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ یہی حال ہندوستانی مسلمانوں کا بھی ہے۔ مسلمانوں پر الزام لگایا جا رہا ہے کہ تم دہشت گرد ہو اور مسلمان ہیں کہ یہ بتانے میں لگے ہیں کہ وہ دہشت گرد نہیں ہیں۔ اگر عقل ہوتی تو مسلمان اپنا دفاع کرنے کے بجائے انہیں کو دہشت گرد ثابت کرنے پر زور دیتے اور انہیں کو اپنا دفاع کرنے میں الجھا دیتے۔ بات یہاں عقل اور حکمت کی ہے۔ مسلمان چاہے جتنا اپنا دفاع کریں نہ حکام مانیں گے اور نہ ہی عوام کیونکہ سب پہلے سے طئے شدہ ہے کہ آپکو دفائی پوزیشن میں رکھ کر سنانا ہے۔ آپ کتنی ہی صفائی دیں کوئی نہیں مانے گا۔ اس لئے صفائی دینا بند کریں اور دشمنوں کو الجھن میں ڈال دیں۔ ہم مسلمان اب تک بہت ساری مصیبتوں سے دو چار ہونے کے باوجود مسلکوں کی شدت پسندی سے اوپر نہیں اٹھے، آپسی دشمنی نہیں بھولے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانا نہیں چھوڑے۔ دشمنان اسلام کو معلوم ہو گیا ہے کہ عام مسلمانوں کی اکثریت کم پڑھے لکھے ہونے کے سبب مذہبی حضرات ہی کی مانتے ہیں۔ وہ جو کہہ دیں اور سمجھا دیں وہ پتھر کی لکیر ہے۔ دشمنان اسلام اس کا فائدہ کس طرح اٹھا رہے ہیں اس کی تفصیل ایک دانشور نے بیان فرمائی ہے۔ وہ مسلمانوں کو لڑا کر انہیں کمزور کرنے کی سازش سے پردہ اٹھاتے ہوئے اُس حکمت عملی کا پردہ فاش کیا ہے جس پر آج کل عمل کیا جا رہا ہے۔ اسکیم یہ ہے کہ چند کروڑ روپئے خرچ کرنے کے لئے تیار ہو جایئے۔ ایک مسلک کے چار عالموں اور دانشوروں کو چنیے، انکی کم آمدنی کا ذکر کیجیے اور انہیں یقین دلایئے کہ آپ ان کے ہمدرد ہیں۔ ان سے کہو کہ آپ ان کو ماہانہ پچاس ہزار تنخواہ دوگے اور ان کی دوسری ضرورتوں کا بھی خیال رکھوگے۔ بس ان کو اتنا کرنا ہے کہ دوسرے مسلک کے ماننے والوں کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں کافر یا گمراہ ثابت کیجیے اور دل کھول کر ان کے خلاف بولیے۔ یہی عمل دوسرے اور تیسرے مسلک کے کچھ عالموں اور دانشوروں کے ساتھ کیجیے۔ یہ عمل دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ کے ساتھ کیجیے۔ بس مسلمانوں کو لڑانے اور ان میں انتشار پیدا کرنے کا کام ہو جائے گا اور ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ یہ کام مدت دراز سے چل رہا ہے اور آئندہ بھی چلتا رہے گا مگر مسلمان ہیں کہ سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔ اتر پردیش ان جھگڑوں کا مرکز بن چکا ہے۔ ہر گلی ان جھگڑوں میں الجھ چکی ہے۔ ہم کتنا بھی کہیں مذہبی حضرات اس کمزوری کو نہیں مانیں گے اور غور و فکر نہیں کریں گے بلکہ الٹا کہنے والوں پر برسیں گے۔ میرا اور میرے ساتھی مصنفیوں کا اور کالم نگاروں کا مشاہدہ ہے کہ آپ کتنا ہی اچھا اور معلوماتی مضمون شائع کیجیے ہر کوئی فون کرے گا یا تبصرہ کرے گا مگر کوئی مذہبی آدمی فون نہیں کرے گا اور نہ ہی کچھ تبصرہ کرے گا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ یا تو اخبار ہی نہیں پڑھتے یا ان کی نظر میں ہماری کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اب وقت ہے کہ ہم سب اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کا اعتراف کریں اور کھلے دل سے غور و خوص کرنے کے لئے بیٹھیں۔ صرف ایسے لوگ بیٹھیں جن کا مطالعہ، مشاہدہ اور تجربہ وسیع ہے۔ ایک بات جو سمجھ میں نہیں آتی وہ یہ کہ آر ایس ایس اور بی جے پی اپنے آپ کو ملک کے وفادار، امن کے پجاری، انصاف کے حامی، ملک کی ترقی کے خواہشمند اور سب کا ساتھ سب کا وکاس کے آرزومند بتانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو اقلیتوں سے نفرت کی باتیں کیوں کرتے ہیں، انہیں تکلیف پہنچانے کی باتیں کیوں کرتے ہیں، ملک میں امن وامان کو کیوں دھکا پہنچاتے ہیں، خود بھی اس سوچ میں پریشان رہتے ہیں کہ دوسروں کو کس طرح ستایا جائے اور دوسروں کو بھی اس سوچ میں پریشان رکھتے ہیں کہ ان کے ظلم سے کس طرح خود کو بچائیں۔ اگر مسلمانوں پر اس بات سے غصہ ہے کہ وہ انہیں الیکشنوں میں ووٹ کیوں نہیں دیتے تو ان سے گزارش ہے کہ ذرا اپنی پالیسی اور سوچ کو تو بدل کر دیکھیں، مسلمانوں کے جائز حقوق کو دے کر تو دیکھیں اور ان کے ساتھ انصاف کر کے تو دیکھیں۔ مانا کہ فرقہ پرستی اور مسلمانوں کو دشمن وطن بتا کر اقتدار تو حاصل کر لیا اور الیکشن تو جیت لئے مگر اب تو انصاف کو مقدم رکھو اور اچھے کام کر کے الیکشن تو جیتو۔ (فرقہ پرست اردو اخبارات ضرور پڑھتے ہیں اور مسلمانوں کے خیالات کا علم رکھتے ہیں)۔ عربوں کو اللہ نے بغیر محنت کئے اور بغیر پسینہ بہائے اتنی زیادہ دولت دے دی ہے کہ ان کی ساری سوچ اس دولت کو بچانے اور خود کی عیاشی پر پر خرچ کرنے میں لگی ہے۔ انہیں اس بات کا شائد علم نہیں ہے کہ ساری دنیا انہیں بیوقوف، عیاش، بزدل، بے غیرت اور لا پرواہ سمجھ رہی ہے۔ پچھلے بیس سالوں سے میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ بیشمار عرب یوروپ اور امریکہ جاتے ہیں، رہتے ہیں اور دوسروں سے ملتے جلتے ہیں مگر نہ سیاسی حکمت پہچانتے ہیں، نہ معاشی، نہ تعلیمی اور نہ ہی مذہبی اور نہ ہی جمہوریت کے فائدے پہنچانتے ہیں۔ صرف عیش وعشرت، زنا اور کھیل تماشے میں اپنا وقت گزارتے ہیں۔ جیسے ہی اپنے وطن واپس آتے ہیں ویسے ہی دقیانوسی باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ ظلم، دھوکا اور جھوٹ ان کا معمول بن جاتا ہے۔ جو بھی حکمرانوں کے خلاف منہ کھولتا ہے سمجھو وہ اپنی موت کو دعوت دیتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ عرب ممالک میں لوگ ایسی زندگی گزارتے ہیں جیسے پالتو جانور اپنے مالک کے گھر گزارتے ہیں۔ گھاس ڈالے تو کھا لیتے ہیں، مارے تو مار کھا لیتے ہیں، گالی دو تو سن لیتے ہیں ڈراو تو ڈر جاتے ہیں اور قتل کرو تو قتل ہو جاتے ہیں۔ جب مسلم ممالک میں ایسا ہو رہا ہے تو اگر دوسرے ممالک میں ہو تو مسلمان کیوں پریشان ہو سکتے ہیں اور انہیں برا بھلا کیوں کہہ سکتے ہیں؟ مسلمان کیوں سوچتے ہیں کہ جمہوریت میں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اقلیتیں اسپرنگ کی طرح ہیں جنہیں جتنا دباوگے وہ اتنی ہی تیزی سے اوپر اچھلیں گے۔ اگر مسلم ممالک کی طرح لیجسلیچر، قانون اور اڈمنسٹریشن جانبدار ہو جائیں تو ہم مسلمانوں کو صرف ان سیکولر غیر مسلموں کا ساتھ دینا ہوگا جو ناانصافی کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ آپ کتنا ہی چیخو چلاو نتیجہ تو صفر ہے کیونکہ حکومت کی اکثریت تو فرقہ پرستوں ہی کی ہے۔ ایسے میں راستہ کیا ہے؟ ہم مسلمان بیس فیصد ہیں اور جانتے ہیں کہ ہم جس پلڑے میں بیٹھ جائیں وہ پلڑا جھک جائے گا۔ اس کے باوجود ہم روپیے لے کر ووٹ دیتے ہیں، رشتہ دار جو الیکشن جیت نہیں سکتا اسے ووٹ دیتے ہیں، آزاد امیدوار جو جیت نہیں سکتا اسے ووٹ دیتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی پارٹیاں جو تین ہزار ووٹ بھی نہیں لے سکتے انہیں ووٹ دیں گے اور تمام ووٹ بانٹ کر بیکار کر دیں گے۔ ایسا کر کے ہم فرقہ پرستوں کو دو تین ہزار ووٹوں سے جتا دیں گے اور بعد میں ہاتھ ملتے رہیں گے۔ متحد ہو کر ووٹ دیں تو ضرور کامیاب ہوں گے اور مصیبتوں سے چھٹکارا پائیں گے۔ دیکھنا ہے کہ مسلمان بہار میں سیکولر گٹھ بندھن کو ووٹ دیتے ہیں یا وہاں بھی ووٹ ضائع کر دیتے ہیں۔ ہندوستان میں 70 فیصد عوام سیکولر ذہین رکھتے ہیں۔ اس لئے ہمیں فکر مند ہونے کے بجائے خاموشی سے ان کا ساتھ دے دینا چاہیے۔ اگر کچھ اہم عدالتی فیصلے مسلمانوں کے خلاف ہوں تو غم نہ کریں بلکہ عادت ڈال لیں اور خود کو ہر میدان میں آگے لانے کی کوشش کریں۔ جو فیصلے عدالتوں میں خلاف ہوے وہ نتیجہ ہے ہمارے 70 سالوں سے مسلک مسلک اور شریعت شریعت لڑتے رہنے کا اور نا اتفاقی کا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ مذہبی حضرات، مالدار حضرات اور مسلم دانشوروں کو اپنی بربادی اور کمزوری کا احساس نہیں ہے۔ شاید اللہ ہم میں یہ احساس پیدا کرنے کے لئے ہمیں آگ میں تپا رہا ہے۔ بابری مسجد کو توڑنے کا پلان بنانے والے، شر پسندوں کو اکسانے والے اور مسجد کو تڑوانے والے 23 افراد پر مقدمے دائر کئے گئے اور یہ مقدمے 28 برس چلنے کے بعد انہیں بے قصور ثابت کر دیا گیا مگر یہ سزا کیا کم ہے کہ وہ سب 28 سال اس ٹینشن میں مبتلا رہے کہ نہ جانے عدالت ان کے کیا فیصلہ سنائے گی۔ اگر یہ کیس کہیں سپریم کورٹ جاتا ہے تو وہ سب اور دو تین سال اسی ٹینشن میں رہیں گے۔ جو حضرات اپنے مذہب کی محبت میں کچھ غیر قانونی کام کرتے ہیں مگر سزا کے ڈر سے اگر اس کا انکار کرتے ہیں تو وہ بزدل اور کائر ہیں، اپنے مذہب کے سچے وفادار نہیں ہیں۔ جو بھی شخص اپنے مذہب کی مقدس کتاب کا مطالعہ نہیں کرتا اور اس پر نہیں چلتا وہ اس مذہب کا سچا وفادار نہیں ہو سکتا۔☆☆☆ فون:9980827221

برادرانِ وطن میں اسلامی لیٹریچرس اور فولڈرس کی تقسیم

جماعتِ اسلامی ہند کے پیش نظر اول روز سے ہی یہ خیال رہا ہے کہ غیر مسلموں میں اسلام کی دعوت کو عام کیا جائے۔ مختلف مواقع پر مختلف لیٹریچر، فولڈرسا ور کبھی قرآن کریم کا مقامی زبان میں ترجمہ کرا کر ان کو دیئے جائیں تا کہ وہ اسلام کو سمجھ کر مسلمانوں سے نفرت کے بجائے محبت کریں اسلام سے دوری اختیار کرنے کے بجائے قربت حاصل کریں۔ موجودہ دور میں یہ چیز اس لئے بھی ضروری ہے کہ نفرت کی ہوا وقت کی آندھی کے ساتھ تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی ہے جہاں اسانیت کے نام پر ایک دوسرے سے ملا کرتے تھے، دکھ درد میں ایک دوسرے کے ساتھی بنا کرتے تھے وہ سارے رشتے ناطے صرف اس وجہ سے مسمار ہو گئے کہ وہ مسلمان ہے لوگ بازاروں میں راہ چلتے ہم پر فقرے کسنے لگے ہم کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا جانے لگا، وطن عزیز میں ہمارا وجود نفع بخش نہیں نقصان دہ ثابت ہونے لگا۔ اسی لئے جماعتِ اسلامی ہند نے یہ فیصلہ لیا کہ ایک مہم کی طرح اس ربیع الاول کے مہینے کو منایا جائے اور اس کے لئے مختلف پروگرام طے ہوئے جس میا□ سے ایک یہ بھی ہے کہ غیر مسلموں تک پہنچ کر ان کو مقامی زبان مین سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لیٹریچرس اور فولڈرس تقسیم کئے جائیں چنانچہ جماعت اسلامی، کٹک، اڈیشا نے ۱۲ ربیع الاول ۳۰ اکتوبر کو ۱۵۰ غیر مسلموں میں "آپ ﷺ کا جیون اوع سندیش" اور "لوگو اپنے رب کو پہچانوں" فولڈر اڈیا زبان میں مرتب کردہ تقسیم کئے گئے۔ تقسیم کے لئے ترتیب یہ تھی کہ تین آدمیوں کا ایک گروپ بنایا گیا، سب سے پہلے کیسر پور بڑی مسجد کے سامنے پولیس والوں میں تقسیم کیا گیا، اس کے بعد گمہاڈیا چھوٹی مسجد کیسر پور، چھوٹی مسجد درگاہ بازار، قدم رسول مسجد، اڈیا بازار مسجد، سوتاہاٹ مسجد کے سامنے پولیس والوں میں اڈیا لیٹریچرس اور فولڈرس تقسیم کیا گیا۔ بعدہ بخشی بازار، تنکونیہ باغیچہ، اڈیا بازار، بگ بازار اور چوھری بازار کے تاجرین میں بھی لیٹریچرس اور فولڈرس کی تقسیم عمل میں آئی۔ دورانِ تقسیم برادران وطن کی طرف سے عقیدت مندی کا اظہار بھی ہوا اور ساتھ ہی لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا یہ کام عیسائی مشنریز والے کرتے تھے آج پہلا موقع ہے جب کوئی مسلمان کتابوں کی تقسیم کر رہا ہے، ہمیں بہت خوشی ہو رہی ہے کہ آپ لوگ اس طرح کام کر کے، آپسی نااتفاقیوں کو ختم کر رہے ہیں اور محبت و بھائی چارگی کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ اس کام میں محمد تعظیم الدین ناظم ضلع جاجپور، ثاقب مظہری قاسمی ناظم اڈیشا جماعتِ اسلامی ہند اور مشتاق احمد سابق امیر مقامی شامل تھے۔☆☆☆

وقت اور ترجیحات کی پابندی

از۔ آبیناز جان علی، موریشس

لوگوں کو اکثر کہتے ہوئے سنا ہے کہ ان کے پاس وقت نہیں ہے۔ سب اپنی اپنی زندگی میں مصروف ہیں اور انہیں وقت کا پیچھا کرنا پڑتا ہے۔ وقت پلک جھپکتے ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور کام مکمل نہیں ہو پاتا۔ مشہور اتالوی ماہر معیشت پارتو کے مطابق ہمارا بیس فی صد کام ہمارے اسی فی صد کامیابی کا تعین کرتا ہے۔ یعنی اگر کوئی کام کامیابی سے تکمیل کرنی ہے تو بیس فی صد محنت اور توانائی اس کام میں لگانا ہے۔ سب سے اہم کام کو سب سے پہلے ختم کیا جائے۔ جو کام سب سے پیچیدہ اور سب سے مشکل ہے اسی کو پہلے ہاتھ لگایا جائے۔ اپنی ذمہ داریوں، مشاغل، مقاصد اور کلیدی کام کی فہرست بنالی جائے۔ اگر فہرست میں دس کام درج ہیں تو اس میں سے تین کام زیادہ اہمیت کے حامل ہونگے اور انہیں تین کاموں کی طرف اپنی توجہ سب سے پہلے مرکوز کرنی ہے۔

منصوبہ بندی کے بغیر وقت ضائع ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ وقت کی کمی ہے بلکہ ہم جس طریقے سے وقت کے بارے میں سوچتے ہیں اور وقت کی طرف ہمارا رویہ ہی تمام کاموں کے انجام میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اپنے ذہن میں دن کے اغراض و مقاصد طے کر لیں۔ اپنے کلینڈر میں اہم تاریخ اور واقعات درج کر لیں۔ ناشتہ کرتے وقت یا رات کو سونے سے پہلے دن بھر کے کاموں کی فہرست بنالیں۔ ایک ڈائری میں تمام اہم ملاقاتوں اور میٹنگ نوٹ کر لیں۔ خریداری کرنے سے پہلے بھی ایک فہرست بنالیں۔ اگر ہو سکے تو ایک ساتھ دو کام کر سکتے ہیں۔ جن کاموں میں وقت برباد ہوتا ہے ان کو کم کریں جیسے انٹرنیٹ اور ٹیوی وغیرہ۔

کام کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کے لئے، زیادہ منظّم ہونے کے لئے اور تناؤ سے دور رہنے کے لئے ایک ذاتی ڈائری استعمال کی جاسکتی ہے جس کو آسانی سے اپنے ساتھ لے جاسکتے ہیں۔ اس میں کلینڈر کے ساتھ، پتہ اور فون نمبر لکھا جاسکتا ہے اور کورا کاغذ بھی شامل ہو۔ اس طرح ہم پل پل کی خبر رکھ سکتے ہیں۔ اس میں قلم بھی رکھ سکتے ہیں اور بزنس کارڈ بھی۔ اہم تاریخ اور وقت درج کرنے سے کام کو وقت پر پورا کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح اہم ذمہ داریوں کا علم رہتا ہے۔ وقت نکال کر ترجیحات لکھنے سے مستقبل میں وقت بچتا ہے۔

گھر اور آفس میں یہاں وہاں بکھرے کاغذات پریشان کرتے ہیں۔ اس سے اچھا ان کو ایک فائل میں رکھا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ ہم دن میں گمشدہ کاغذ کو تلاش کرنے میں پینتالیس منٹ گنوا دیتے ہیں۔ اگر میز پر کوئی کاغذ رکھا گیا ہے تو دن میں کم از کم پانچ بار ہماری نظر اس پر جائے گی۔ پرچوں کو سنبھالتے ہوئے سوال کرنا ضروری ہے کہ کیا واقعی مجھے اس کی ضرورت ہے؟ اگر ہاں تو اسے مستقبل کے لئے فائل میں رکھا جاسکتا ہے۔ کسی اور کو دیا جاسکتا ہے۔ اس پر ابھی کام کیا جاسکتا ہے یا اس کو کوڑے دان میں پھینکا جاسکتا ہے۔ تحقیق کے مطابق جو کاغذات ایک سال تک فائل میں رہتے ہیں پچانوے فی صد، ان کا استعمال نہیں ہوتا۔ چنانچہ بہتر ہے کہ فائل کو بھی وقتاً فوقتاً دیکھ لیا جائے۔ اگر کوئی نئی معلومات کا پتہ ملا ہے تو اسے فائل میں فوراً شامل کیا جائے۔ میز پر صرف کام کی چیزیں شامل ہوں اور باقی کو نکال دیا جائے۔ میز پر قلم اور دیگر چیزیں رکھنے کا انتظام کیا جائے۔ دراز میں ترجیحات کے مطابق کاغذات رکھے جائیں۔ دیواروں پر طاق بنائے جائیں۔ ڈاک میں جو آئے ہوئے جن خطوط کی ضرورت نہیں انہیں پھینک دیا جائے۔ جہاں تک ہو سکے اپنی میز کو خالی رکھنے کی کوشش کریں۔ جواب دیتے وقت اسی کاغذ کا استعمال کریں جو آپ کو بھیجا گیا ہے۔ غیر ضروری کام کے لئے بچے ہوئے کاغذ کا استعمال کر سکتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے آن لائن سے کام لیا جائے۔ فوٹو کاپی کرتے وقت کاغذ کی دونوں طرف کا استعمال کیا جائے۔ ایک ہی فائل کو کئی خانوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جیسے کہ بنک کے کاغذات، بجلی کا بل، ٹیلی فون کا بل وغیرہ۔ الیکٹرانک چیزیں جو ٹوٹ گئی ہیں، ان کی مرمت کی جائے یا انہیں پھینک دیا جائے۔ کچھ نوٹ کرتے وقت یہاں وہاں لکھنے کی جگہ نئی معلومات کو ان کی اصل جگہ پر لکھی جائے۔ اس طرح آسانی سے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

زندگی میں اپنا مقصد پہچاننا ضروری ہے۔ اس سے زندگی کو اس کی اصل جہت ملتی ہے۔ کوئی بھی کام شروع کرنے سے پہلے آخری نتیجہ کو ذہن میں رکھیں۔ ایسا نہ کرنے سے ہم حالات اور دوسروں کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ ہر فرد کی اپنی خواہشات ہیں اور ہر دل میں اپنے اپنے ارمان ہیں۔ اپنی انفرادیت کا احترام کرتے ہوئے اپنی خواہشات کی طرف قدم بڑھائیں۔ ہمارے اقدار ہمیں صحیح منزل کی طرف لے جاتے ہیں۔ بچپن میں آپ کیا پسند کرتے تھے؟ کیا وہ چیزیں آج بھی آپ کو تسلی دیتی ہیں؟ کیا ان کو پورا کرنے کے لئے آپ کو موقع ملتا ہے؟ اب آپ کو کیا پسند ہے؟ آپ کی روح کو کس چیز سے سکون ملتا ہے؟ کل اگر آپ کو لاٹری مل جائے تو آپ اپنے وقت کے ساتھ کیا کریں گے؟ بیس سال بعد آپ زندگی میں کہاں ہوں گے؟ مرنے کے بعد آپ کیا چاہیں گے کہ آپ کو کس کام کے لئے یاد رکھا جائے؟ ان سوالوں کے جواب سے کامیابی ملتی ہے۔

اپنے خوابوں کو پہچاننے سے ہمیں آگے جانے کا راستہ ملتا ہے۔ ہمارا وقت اور ہماری ترجیحات کا تحفظ ہوتا ہے۔ ہمارے اقدار ہمارے خواب کو شرمندۂ تعبیر بنانے میں مدد کرتے ہیں۔ اپنے خواب کو صفحۂ قرطاس پر اتارنے کے بعد ان کو بار بار دیکھنے سے ذہن ان کی طرف راغب ہوتا ہے۔ آپ جس چیز کی طلب رکھتے ہیں، اس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کریں۔ ایسی چیز جس کو پانا آپ کے بس میں ہو جس کا حقیقت سے بھی تعلق ہو اور اس کو پانے کا وقت بھی طے کریں۔ آپ کیا بننا چاہتے ہیں؟ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں اور کیا پانا چاہتے ہیں؟ اگر آپ کے لئے آپ کا خاندان اہم ہے اس لئے آپ دو سالوں کے اندر اندر ایک مکان بنانا چاہتے ہیں۔ آپ کے پاس پہلے سے زمین موجود ہے۔ اب آپ کو معمار اور بنک سے قرض لینے کی ضرورت ہے۔

آپ کی شخصیت بھی آپ کا وقت بچانے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ دوسروں کو خوش کرنے کے لئے اپنی ضروریات کو بالائے طاق رکھنا بہت بھاری پڑ سکتا ہے۔ دوسروں کو منع کرنے سے اپنا وقت اور اپنی توانائی بچتی ہے۔ اپنے کام کے لئے زیادہ وقت ملتا ہے اور رشتے بھی سالم رہتے ہیں۔ اگر وقت پیسہ ہوتا تو کیا آپ اسے سب کو دیتے؟ اگر دوسروں کو آپ اپنے پیسے دیتے رہے تو آپ کا کیا ہوگا؟ پیسہ کمایا جاسکتا ہے لیکن جو وقت ہاتھ سے نکل گیا دوبارہ نہیں آتا۔ جلد بازی میں فیصلہ لینے سے پہلے وقت نکال کر اس پر سوچیں۔ کام کرتے وقت دروازہ بند رکھیں تا کہ آپ کے کام میں خلل نہ ہو۔ کام کا وقت طے کریں۔ ٹیم میں کام کریں اور آپس میں وقت تقسیم کریں۔ اگر شک ہو تو صفائی طلب کریں۔ نہ کرتے وقت احساسِ ندامت سے گریز کریں۔ کامیابی ملنے پر دوسروں کو خوشی میں شامل کریں۔

ترجیحات سے آپ کو خوشی ملتی ہے جیسے آپ کا خاندان، آپ کی ملازمت اور آپ کی صحت کا خیال رکھنا۔ حالات اور دوسروں پر قابو پانے سے بہتر ہے کہ خود کو سنبھالا جائے۔ جو کام آج مکمل کرنا ہے، اسے کل پر نہیں چھوڑا جاسکتا۔ مستقبل کے لئے جو کام پورا کرنا ہے اس کے لئے تاریخ کو ذہن میں رکھیں۔ جو کام نہیں ہو سکتا وہ دوسروں کو دے دیا جائے اور جن کاموں سے وقت برباد ہوتا ہے ان کو کم کیا جائے یا ان سے کنارہ کشی کیا جائے۔

پہلے سے منصوبہ بندی بنالیں۔ ہر ہفتے، ہر مہینے اور ہر سال کا منصوبہ بنائیں۔ کام کے درمیان وقفہ لینا نہ بھولیں۔ اپنے خاندان کو وقت دیں۔ خود سے واقف ہوں۔ یہ سوچیں کہ آج سے آپ کون سا پانچ کام شروع کریں گے۔ کون سے پانچ کام منقطع کریں گے اور کون سے پانچ کام جاری رکھیں گے۔ کمزور منصوبہ بندی سے کمزور نتیجے برآمد ہوتے ہیں۔ ترجیحات کے مطابق اپنے کام کو انجام دیں۔ ایک شخص اپنی کامیابی کا ذمہ دار ہے۔ وہ اپنے ذاتی اقدار کے مطابق فیصلے لیتا ہے۔ آپ کا نصب العین اور زندگی کے مقصد کی بنیاد آپ کے اقدار میں موجود ہے۔ فتح پانے کے لئے خود پر فتح پانا اہم ہے۔ ہر بشر کے لئے کامیابی الگ الگ معنی رکھتی ہے۔ وہ جس بات پر اپنی توجہ مرکوز کرتا ہے اسی میں وہ کامیاب ہوتا ہے۔ کچھ لوگ مانتے ہیں کہ دنیا میں ان کے پاس کوئی طاقت نہیں اور ہوا کا رخ جہاں انہیں لے جاتا ہے وہ وہیں چلے جاتے ہیں۔ جبکہ کچھ لوگوں کا ماننا ہے کہ ان کی زندگی کے حادثات پر ان کا اختیار ہے۔ وہ اپنی طاقت سے آگے جانے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

تناؤ سے بچنے کے لئے وقتاً فوقتاً رکنا ضروری ہے۔ اس طرح آرام کرنے کے بعد کام کرنے کے لئے زیادہ توانائی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن زیادہ آرام بھی حرام ہوتا ہے۔ سستی اور کاہلی وقت کی چوری کرتی ہے۔ سستی کی ابتداء مشکل کام کرنے کی جگہ آسان کام کرنا ہے اور کم اہم کام کو ترجیع دینا ہے۔ ایسے میں سارا کام ویسے کا ویسا رہ جاتا ہے۔ اس اثنا میں تناؤ، شرمندگی، شک و شبہ، اداسی، کام میں پریشانی اور صحت کی پریشانی ہوتی ہے۔ آخری منٹ میں کام مکمل کرنے سے کام کی نوعیت میں فرق آجاتا ہے۔ کام کو چھوٹے حصّوں میں تقسیم کریں اور ایک وقت میں ایک ہی حصہ پر کام کیا جاسکتا ہے۔ کام کو پورا کرنے کے لئے وقت مقرر کریں۔ ایسے لوگوں کی صحبت میں رہیں جو اپنے اعمال و اقوال سے آپ میں جوش و ولولہ پیدا کرے۔ اپنے کام میں کسی کو شامل کریں۔ دوسروں کو اپنے اغراض و مقاصد کے بارے میں بتائیں۔ اس طرح آپ کو اپنے کام کے لئے دوسروں کو جواب دینا پڑے گا۔ ہر وقت اپنی منزل کے بارے میں سوچیں۔ جہاں تک ہو سکے اپنے کام کو آسان بنائیں۔

بار بار صحیح وقت پر صحیح کام کرنے سے آدمی کو خوشی اور کامیابی کا احساس ہوتا ہے۔ غلط خیال کو اپنے پاس آنے نہ دیں۔ مجھے سب کچھ کرنا ہے۔ سب کچھ سمیٹ کے رکھنا ہے۔ منظّم رہنے سے میری قوت تخلیق میں خلل پیدا ہوتی ہے۔ ایک دن میں کافی وقت نہیں ہوتا۔ کام کرنے میں بہت محنت لگتی ہے۔ یہ تمام چیزیں منفی ہیں۔ دوسروں کے وقت کا بھی لحاظ رکھیں۔ ان کو اپنے کام میں دخل اندازی کرنے نہ دیں۔ فضول باتوں سے گریز کریں۔ اپنی ترجیحات کے مطابق فیصلے کریں۔ اگر کام کا بوجھ بڑھ جائے تو دوسروں کو بھی کام دیں۔ ایک دن میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ وقت پر کسی کا اختیار نہیں۔ وقت کو خریدا نہیں جاسکتا اور نہ ہی ادھار لیا جاسکتا ہے۔ ہم بس ایسے مشاغل منتخب کر سکتے ہیں جن سے من پسند نتائج سامنے آسکتے ہیں۔ کامیابی کے لئے نظم و ضبط اور لگن کی ضرورت ہے۔ وقت سب سے محدود وسیلہ ہے اور اس کا تحفظ نہ کیا جائے تو کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ وقت کا پابند ہونے سے کم وقت میں زیادہ کام انجام دیا جاسکتا ہے۔ ☆☆☆

نفرت کی نگاہوں
سے ہمیں دیکھنے
والو
اخلاق و محبت کے
پرستار ہیں ہم لوگ
افضال بیدار

آہ مولانا محمد جابر قاسمی نہیں رہے

ان کا وجود خود دنیا اور اہل دنیا کے لیے باعث رحمت تھا

جمعیت علمأ ہند کے عاملہ کا میٹنگ

حضرت مولانامحمد جابر صاحب قاسمی بنجھار پوری دامت برکاتھم
مہتمیم مدرسہ مشکوٰۃالعلوم رجسٹرڈ بنجھار پور

ز۔(شیخ قریش)

کڑے سفر کا تھکا مسافر تھکا ہے ایسا کہ سوگیا ہے
خود اپنی آنکھیں تو بند کرلیں ہر آنکھ لیکن بھگو گیا ہے

آہ حضرت مولانا محمد جابر قاسمی جس کا سایہ سر پہ تھا اک سایہء بال ہما آج ہم سے وہ مبارک سائباں جاتا رہا۔ان کے جانے سے ایک عجیب قسم کا سناٹا طاری ہوا ہے ایک بڑا خلا نظر آنے لگا ہے ان کا وجود خود دنیا اور اہل دنیا کے لیے باعث رحمت تھا اور انکی کمی کو پورا کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے۔وہ کہے گئے

''میری بستی کے لوگو! اب نہ روکو راستہ میرا
میں سب کچھ چھوڑ کر جاتا ہوں دیکھو حوصلہ میرا،
میں جارہا ہوں میرا انتظار مت کرنا،
میرے لئے کبھی دل سوگوار مت کرنا۔

جب حضرت کی وفات کی خبر سنی دل و دماغ پر جو بیتی وہ میرا رب ہی جانتا ہے۔

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں۔
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں۔

یہ تھے ان کے پوتے محترم محمد سعد غزالی کے الفاظ

ان کی حیات و خدمات کے چند درخشاں پہلو:

آپ نے صوبہ اڈیشا کے ضلع جاجپور کے علمی، ادبی و تہذیبی بستی بنجھار پور میں سنہ ۱۹۴۳ء میں آنکھیں کھولی، آپ کی پرورش ایک غریب اور دینی گھرانے میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گاؤں میں ہی حاصل کی، آپ کے ابتدائی استاد نامور عالم دین مولانا عرفان تھے۔ابتدائی تعلیم کے بعد آپ مولانا امان اللہ بنجھار پوری اور مولانا عبدالغفار بروار رحمھم اللہ کے مشورے پر انکے ساتھ جلال آباد تشریف لے گئے اور جلال آباد میں آپ نے حفظ قرآن شروع کیا۔ابھی دس ہی پارہ حفظ کر پائے تھے کہ آپ کی طبیعت خراب ہونے لگی، آپ بچپن میں بہت نحیف اور کمزور تھے آپ کے سینے میں درد اور خون کے الٹی آنا شروع ہوگئے تو آپ کے استاد نے درس نظامی پڑھنے کا مشورہ دیا پھر آپ حصولِ علم کے لئے جامعہ مظاہر العلوم سہارن پور تشریف لے گئے اور یہاں آپ نے عربی پنجم تک کی تعلیم حاصل کی، آپ کے اساتذہ میں قابلِ ذکر نام شیخ الحدیث شیخ ذکریا اور مولانا سید یحییٰ، والد ماجد مولانا سید سلمان ناظم اعلیٰ سہارن پور کا ہے

اس کے بعد آپ ازہر ہند دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اورر وہاں رہے کر جلیل القدر علماء، اجلہ اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کی اور سنہ 1964 ء میں دارالعلوم سے فراغت حاصل کی۔

درس وتدریس

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ صوبہ بہار کے ضلع بیگوسرائے کے ایک مدرسہ میں بحیثیت مدرس پانچ سال تک خدمت انجام دی پھر آپ مولانا امان اللہ بنجھار پوری اور مولانا عبدالغفار رحمھم اللہ کے اصرار پر اپنے وطن تشریف لے آئے اور بنجھار پور کا مشہور سینئر مدرسہ میں درس وتدریس کی خدمت انجام دینے لگے اور مستقل مسلم شریف کا درس دیا اور یہیں سے آپ نے علم وعمل کا چراغ روشن کیا۔

بیعت وخلافت

آپ علیہ الرحمہ نے تزکیہ نفس اور اصلاح باطن کے لئے دیوبند کا رخ کیا اور وہاں آپ نے امیر الہند مولانا سید اسعد مدنی کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہی سے آپ نے منازلِ سلوک طے کیا، پھر حضرت نے آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا، آپ حضرت کے اجل خلفاء میں سے تھے۔حضرت آپ سے بے پناہ محبت کیا کرتے تھے، آپ پر خاص توجہ و عنایت فرماتے آپ حضرت کے منظور نظر تھے، حضرت سے خلافت و اجازت ملنے کے بعد آپ نے مخلوق خدا کی خدمت اصلاح باطن اور تزکیہ نفس کے لئے بنجھار پور میں خانقاہ قائم کیا تقریباً نصف صدی تک اپنے خونِ جگر سے بنجھار پور اور پورے خطہ اڈیشا کی آبیاری فرماتے رہے، تعلیم دیں اور تحفیظ قرآن اصلاح امت تزکیہ نفس کو اپنا میدان عمل بنایا اور پھر خلوص و للّٰہیت کو بنیاد بنا کر علم و آگہی کا ایسا تاباں و درخشاں، چمکتا دمکتا چراغ روشن کردیا جس کی روشنی ان شاء اللہ کبھی مدھم نہیں ہوگی اور مرور ایام کے ساتھ اس کی ہوا شجرہ طیبہ سدا جاری وساری رہے گا۔

کلیوں کو میں خونِ جگر دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی۔

جمعیت علماء ہند اور مولانا

اکابر کا لگایا ہوا عظیم پودا جمعیت علماء ہند سے آپ کو شروع سے ہی بہت زیادہ لگاؤ تھا۔آپ جمعیت کے بےلوث خادم تھے۔جمعیت کے ہر پروگرام میں شرکت فرماتے، 2007ء میں آپ جمعیت علماء ہند، اڈیشا کے صدر منتخب ہوئے جس پر تاحیات فائز رہے پھر 2008 ء سے لگاتار مجلس عاملہ جمعیت علماء ہند کے مدعو خصوصی بنے۔

جمعیت علماء ہند کی جانب سے دہست گردی کے خلاف چلائے گئے مہیم میں آپ کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے اڈیشا کی راج ددھانی بھوبنیشور میں ایک عالی شان کانفرنس کا انعقاد کیا تھا جس میں وزیر اعلیٰ نوین پٹنائیک، حاجی محمد ایوب، مناخان وہ ہندوستان کے مشہور ومعروف علماء اکرام شرکت کئے تھے۔جس کی صدارت خود مولانا محمد جابر صاحب نے فرمائی تھی۔

مولانا کے دن ورات

آپ کی راتیں خالقِ کائنات کی تعریف وتسبیح اور تحمید وتوصیف بیان کرنے میں سر بسجود گزرتی تھیں آپ دن کی روشنی میں خادم بن کر مخلوق خدا کی خدمت و اصلاح، تزکیہ نفس، دین اسلام کی ترویج و اشاعت، شریعت محمدی کی تبلیغ کرتے دکھائی دیتے تھے۔آپ وقت کے پابند اور مسجد کی نماز باجماعت کے بے حد پابند تھے۔

کیا لوگ تھے جو راہ وفا سے گزر گئے۔
جی چاہتا ہے نقش قدم چومتے چلیں۔

آپ رمضان کا خاص اہتمام کرتے تھے۔جہاں رب ذوالجلال نے آپ کو سات صاحبزادوں سے نوازا ہے وہیں رب کریم نے آپ کے ساتوں صاحبزادوں کو بہت سارے کمالات کا حامل بنایا ہے۔آپ کے تیسرے اور چھٹے صاحبزادے مولانا قاری اسعد ذکی قاسمی سابق امام جامع مسجد دیوبند و مسجد قدیم دارالعلوم دیوبند اور قاری احسن ذکی کو اللہ رب العزت نے آواز کا ملکہ عطاء کیا ہے۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موجِ نفس ان کی۔۔
الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں۔

وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے،

ایک تحریک تھے۔مجلس تھے، کاروانِ حیات میں میر کارواں تھے۔دن رات جدوجہد کرتے دکھائی دیتے تھے۔صبح شام مستعد ومتحرک رہتے تھے۔فکر ولی اللہی، واسمی ومدنی کے سچے ترجمان تھے۔آپ کفایت شعاری اور سادگی کا اعلیٰ نمونہ تھے، آپ اپنے وسیع وعمیق علم وفکر، زہد وتقوی، اخلاص وعمل، دینی وملی نصرت اور اصلاحی خدمات کی وجہ سے علماء اور عامتہ المسلمین کے درمیان مقبول ہی نہیں بلکہ عقیدت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔آپ اس وقت صوبہ اڈیشا کے مقبول و قد آور علما میں سے تھے۔آپ کا وصال ملت اسلامیہ اور مسلمانانِ اڈیشا کے لیے ایک بہت بڑا خسارا ہے۔آپ کے تابندہ و درخشندہ علمی، دعوتی، اصلاحی، تربیتی ملی سماجی خدمات ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہے اس بحرے کراں کے لئے
ادائے خاص سے غالب ہوا ہے نکتہ سرا
صدائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

اخیر میں شورش کاشمیری کے یہ اشعار آپ کی رحلت حسرت آیاتِ کی کیا خوب ترجمانی کرتے ہیں۔

عجب قیامت کا حادثہ ہے،
کہ اشک ہے آستیں نہیں ہے
زمین کی رونق چلی گئی ہے، اُفق پہ مہر مبین نہیں ہے
تری جدائی سے مرنے والے، وہ کون ہے جو حزیں نہیں ہے
مگر تری مرگ نگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے
اتر گئے منزلوں کے چہرے، امیر کیا؟ کارواں گیا ہے
مگر تری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے
یہ کون اٹھا کہ دیر وکعبہ شکستہ دل، خستہ گام پہنچے
جھکا کے اپنے دلوں کے پرچم، خواص پہنچے، عوام پہنچے
تری لحد پہ خدا کی رحمت، تری لحد کو سلام پہنچے
اگرچہ حالات کا سفینہ اسیر گرداب ہو چکا ہے
اگرچہ منجدھار کے تھپیڑوں سے قافلہ ہوش کھو چکا ہے
اگرچہ قدرت کا ایک شہکار آخری نیند سو چکا ہے
مگر تری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی سیآت کو درگذر فرمائے حسنات کو قبول فرمائے، اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

نوٹ: ایک سایہ اڈیشا کے مسلمانوں کے سر سے اٹھ چکا ہے اور دوسرے بزرگ **مولانا محمد جلال قاسمی امیر شریعت وصدر جمعیت علماء اڈیشا کا سایہ سر پے ہے اللہ آپ کے سایہ عاطفت سے ہمیں محروم نہ کرے۔ اور حضرت اس وقت علیل بھی ہیں، کٹک میں مقیم ہیں اپنے لڑکوں کے گھر میں۔ جملہ قارئین سے گزارش ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مولانا محمد جلال قاسمی کو شفاء کاملہ عاجلہ عطاء فرمائے اور آپ کا سایہ ہم پر تادیر قائم فرمائے۔آمین۔** بشکریا۔محمد سعد غزالی، مقیم حال قطر۔☆

اسلام نے کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے کا کہا
دن میں پانچ وقت وضو سے طہارت کا حکم دیا،
سادگی سے نکاح کا کہا،
غیر ضروری بازار میں پھرنے سے منع کیا گیا،
فضول خرچی سے منع کیا گیا،
چھینک یا کھانسی کی صورت میں منہ پر ہاتھ رکھنے کا کہا گیا،
غریبوں کا خیال رکھنے کا کہا گیا،
طاعون میں شہر چھوڑنے یا داخل ہونے سے منع کیا گیا،

غرضیکہ کرونا کے درمیان کیے جانے تمام کام اسلام میں روزمرہ معمول کے کام ہیں اور صحت مند معاشرے کے ضامن ہیں.
عوام حکومتی احکامات کو انگریز کی سازش کہنے کی بجائے دنیا کو یہ باور کروائے کہ جو آپ آج کہہ رہے ہیں
آخری نبی ﷺ 1400 سال پہلے ہمیں بتا گئے ہیں

اردو کی ترقی کیسے ہو باتیں
کرنے سے ڈرتے ہو
اردو کی کمائی کھاتے ہو اور
جھوٹی آہیں بھرتے ہو
آنے والی نسلیں تم پر لعنت
کی صدا برسائیں گی
ایمان سے بولو تم ہی ذرا کیا
کرنا تھا کیا کرتے ہو
اشرف استھانوی

آہ حاجی انوارالحق واہلیہ جن محترمہ سلطانہ نہیں رہے

(ظہورالمصطفیٰ) جھارسنگڑہ، مرحوم حاجی انوارالحق نے جھارسنگڑا کے کے باشندگان کو داغ مفارقت دے گئے، آپ ایک نہایت ہی نیک انسان رہے ہیں۔ آپ کے والد ماجد مرحوم نورالحق جھارسنگڑاہ میں پی ڈبلیو ڈی کے ایک معروف ٹھیکیدار تھے۔

مرحوم حاجی انوارالحق ایک دینی شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کے سینے میں ہروقت دینی جذبہ موجیں مارتا نظر آتا تھا آپ دینی معملات پیش پیش رہتے تھے۔ آپ کا انتقال پرملال ۱۵ر نومبر ۲۰۲۰ء کو ہوا۔ آپ کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوئی وہ کبھی پر نہیں ہوسکتی۔ آپ کی اہلیہ جن محترمہ سلطانہ کا انتقال یکم نومبر کو ہوا۔ اللہ کے اہلِ خاندان کو صبرِ جمیل عطا فرمائیں۔ دونوں مرحومین کی ہر چھوٹ بڑی گناہوں کی مغفرت فرماں کر جنت الفردوس میں علیٰ سے علیٰ مقام عطا کرے۔ آمین

اردو سیٹی اسکول، کٹک کے تعلیمی مسائل کا حل جلد ہو جائے گا۔ ایڈیشنل ڈائریکٹر محترمہ پریتی پربھا بھول نے کہا

یہ بہت ہی خوشی کی بات ہے کہ سری کپلیندر مشرا نے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر بھدرک کے عہدے میں شمولیت اختیار کی ہے۔ سری مشرا ایک دیانت دار اور شائستہ انسان ہیں۔ اڈیشا پرائیمری اساتذہ ایسوسی ایشن (NPS) بھدرک ضلع کی جانب سے نئے DEO سری کپلیس مشرا کا استقبال کیا گیا۔ اسی دوران ضلع دورے پر نوڈل آفیسر محترمہ پریتی پرابھا بھول کا بھی خیرمقدم کیا گیا۔ اس موقعے پر ضلع کے سات بی ای و محترم سری دیپک پاڑہی، پیتمبر باریک، پرانوئے نائیک، سنبھوناتھ پانیگراہی، جگبندھو ساہو، چکردھر ملیک، اڈیشا پرائیمری اساتذہ یونین کی جانب سے سری اربند دکشت، حاجی تبریز خان، شیخ عبدالجابر، جاوید اختر، جیوترمئی اگستی، مجیب الرحمان خان، پرسانت بالیک، پیتمبر مشرا اور دیگر اساتذہ موجود تھے۔

اس کے بعد ضلع دورے میں آئے تعلیمی ادارے کے ایڈیشنل ڈائریکٹر محترمہ پریتی پربھا بھول کو کٹک اردو سی ٹی اسکول کے لیئے ضرورت کے مطابق اساتذہ مہیا کرانے کے لئے پرخلوص گزارش کی گئی۔ اس کے جواب میں محترمہ بھول نے کہا کہ حکومت اس پر غور کر رہی ہے بہت جلد اردو سی ٹی اسکول کی اساتذہ کا مسئلہ حل جلد کرلیا جائیگا۔

بھدرک کے اساتذہ کی طرف سے وزیراعلیٰ ریلیف فنڈ کو رقم پیش

بھدرک ایم ایل اے سنجیب ملیک کی حوصلہ افزائی سے متاثر ہوکر بھدرک کے تمام اساتذہ ننے وزیرعلیٰ ریلیف فنڈ کو 942000 نو لاکھ بیالیس ہزار کا ایک چیک بھدرک ایم ایل اے موجودگی میں ضلع کلکٹر سری گیان داس کو پیش کیا گیا۔ اس موقع پر بی ی و سری سنبھوناتھ پانیگراہی، ضلع پرائیمری ٹیچر اسوسیشن کے صدر سری اربندر دکشت، ریاستی آرکانئیزینگ سیکریٹاری حاجی تبریز خان، ڈسٹرکٹ ٹیچرز لیڈر جاوید اخطر، عبدالجابر، مجیب الرحمان خان اور یگر اساتذہ موجود معزز ایم ایل اے سری سنجیو ملیک اور کلکیٹر گیان داس نے تمام اساتذہ کا شکریا ادا کیا۔ ☆☆☆

”تصدیقِ ٹیپو“

از۔ خوشنما فرحت،

ٹیپو سلطان کا ہندوستان کی تواریخ میں ایک ممتاز ترین مقام ہے۔ ان کے کارنامے اور کردار بھی India History میں ایک منفرد حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ انکے کردار کی جتنی بھی تعریف کی جائے اسکے لئے جگہ کم ہے۔ ٹیپو سلطان کے بارے میں مورخین نے طرح طرح کی باتیں کہی ہیں۔ ٹیپو سلطان کے والد شہنشاہ حیدر علی تھے۔ یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ ٹیپو سلطان کا نام ٹیپو علی ہونا چاہئے لیکن ٹیپو سلطان کیوں ہوا؟ ان کے نام کو لیکر علماء کے بیچ دورائے ہے ٹیپو سلطان بہت طاقتور جنگجو تھے۔ اس لئے انگریزوں کو ان سے ایک طرح کی حسد یا نفرت تھی۔ انگریز کتے کو Tomy یا Tipu یہ سب کہتے تھے اس لئے انہوں نے ٹیپو سلطان کو بھی اس نام سے پکارنے لگے۔ لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ یہاں اس جھوٹ سے پردہ اٹھانے کی سخت ضرورت ہے۔ دراصل ٹیپو کی والدہ محترمہ فاطمہ جب حاملہ تھیں صبح وشام وہ سفر میں نکلتی تھی۔ راستے میں ایک مزار شریف ٹیپو مستان اولیاء درگاہ پڑا۔ اس پر وہ جاکر بہت دعا کرتی تھیں کہ اللہ مجھے ایک بیٹا عطا فرما جو بہت ہمتور، دانشمند اور طاقتور ہو“ سو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹے سے نوازدیا۔ اللہ کی شان سے بروز جمعہ ۱۷۵۰ء میں ماہِ نومبر دیوانِ حالی میں تولد فرمائے۔ اسلام مذہب میں اسے ایک پاک دن میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان کے والد کا نام حیدر علی اور والدہ کا نام فاطمہ تھا جو آگے چل کر فخر النساء کے نام سے مشہور ہوگئیں۔ اسی لڑکے کا نام ٹیپو سلطان رکھا گیا۔ تاریخ داں کبیر کوثر کہتے ہیں۔ According to Mr. Kabir Kausar- The Tipu Sultann appeared to be a blood Thirsty tyrant to a few European Writers-That he was capable of un-common diplomatic dexterrity and had a brave international vision is commonly over looked. Tipu was infact a pious and s e c u l a r r u ler" ٹیپو سلطان بچپن سے ہی نیک عادتوں کے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمت ور جواں مرد جنگجو بھی تھے۔ جب وہ ۱۰ر سال کے تھے ۱۲ر اگست ۱۷۶۰ء میں سری رنگاپٹنم دارالسلطنت کو کھانڈے راؤ دخل کرنے والے تھے۔ اس لئے لڑائی ہوئی۔ جنگ میں کھانڈے راؤ کو شکست دے دی۔ اسی دوران ان کے والد حیدر علی ۱۷۶۳ء میں ”بیدنور“ کی باگ ڈور سبھالنے کیلئے ٹیپو کے ہاتھ سونپ دی۔ ٹیپو بچپن سے ہی عربی فارسی اور قرآن پڑھ چکے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ بندوق چلانا، گھوڑ سواری اور اچھے ترکیب سے لڑائی کرسکتے تھے۔ ان کے استادوں میں کچھ استاد ہندو بھی تھے۔

علاوا ازیں ۱۷۶۷ء میں حیدر علی مالابار جنگ چھڑی تھے۔ اس جنگ میں ٹیپو سلطان ایسے لڑے تھے جیسے کوئی شیر ببر لڑرہا ہے۔ اسی وقت جب وہ ۱۷ر سال کے تھے Anglo Mysore جنگ بھی لڑے تھے۔ آگے چل کر حیدرآباد کے نظام اور انگریزوں کے لڑائی میں بھی جنگ لڑے تھے۔ اس جنگ میں بھی حیدر علی کو فتح یاب کرائے تھے۔ تواریخ سے پتا چلتا ہے کہ ملیٹری جنرل برھانالدین کی بہن ”رقیہ“ کو یہ شادی ہوئے تھے۔ تواریخ میں یہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ ٹیپو سلطان امام صاحب کی بیٹی کو بھی نکاح ہوئے تھے۔ اور کبھی تارتخین کا کہنا ہے کہ ٹیپو سلطان ۱۷۹۵ء میں خدیجہ زمانی بیگم سے بھی نکاح کئے تھے۔ لیکن دوسال کے بعد ان کا وفات ہوگیا۔ اس کے بعد اور کسی سے نکاح نہیں کیئے۔ بحر حال ٹیپو سلطان کے ایک بیٹی اور بارہ ۱۲ر بیٹے تھے۔ ان کے لڑکوں کے نام اس طرح ہیں۔ ۱۔ فتح حیدر سلطان، ۲۔ معین الدینسلطان، ۳۔ عبدالخالق سلطان، ۴۔ معیز الدین سلطان، ۵۔ محمد سبحان سلطان، ۶۔ شکراللہ سلطان، ۷۔ غلام احمد سلطان، ۸۔ غلام محمد سلطان، ۹۔ سرور الدین سلطان، ۱۰۔ محمد یٰسین سلطان، ۱۱۔ زمانالدین سلطان، ۱۲۔ منیر الدین سلطان۔ ۱۷۷۹ء سے ۱۷۸۴ء تک انگریزوں کے ساتھ بہت زبردست لڑائی ہوئی تھی۔ جسے Anglo Mysore لڑائی کے نامم سے جانا جاتا ہے۔ اس لڑائی میں تین لڑاکو کو شکست دئے تھے۔ جو اس طرح ہیں۔ "Colonel Braith, Colonee Baillie,and Brigadier General James کو شکست دئے تھے۔

۱۷۸۲ء ۷ر دسمبر کی رات کو حیدر علی ۶۰ر سال کی عمر میں وفارت کر گئے۔ پھر بھی انگریزوں کے ساتھ ٹیپو سلطان نے لڑائی جاری رکھی۔ حیدر علی کے انتقال سے ٹھیک دو گھنٹے پہلے ان کے تین افسر پورنیا کرشنا راؤ، میر صادق اور حاجی خان کے سامنے ٹیپو سلطان کو سلطنت کو سنبھالنے کیلئے اپنی آخری خواہش ظاہر کئے۔

لیکن تواریخ خاموش نہیں ہے۔ مغل سلطنت میں جتنے بھی بادشاہ سلطان تھے کبھی بھی غیر قوم کو برے نظرئے سے نہیں دیکھتے تھے۔ انھوں نے دیوی، دیوتاؤں، مندر وغیرہ کو چلانے کیلئے سالانہ رقم دیتے تھے۔

جس وقت مالابار میں عورتوں کو ننگے بدن گھومتے دیکھا ٹیپو سلطان نے انہیں رقم دئے اور ننگے بدن گھومنے پر روک لگادی۔ ہر دن سویرے سلطان وہاں کے سنکراچاریہ کے ساتھ بات چیت ہوتے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹیپو سلطان ایک اونچے درجے کے سلطان تھے۔ ان کے دل میں اللہ کا خوف تھا اور وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ان کے محل کے احاطے کے اندر ایک مندر ابھی بھی ہے۔ ڈاکٹر کے کے۔ دتتہ کی کتاب "An Advance History of India"" میں لکھتے ہیں۔:۔ ""Tippu was free from all the prevailing vices of his class, he has an intense faith in God Allah"" ٹیپو سلطان اپنے وقت میں میسور کے ہر مذہب کے لوگوں کو جوڑ کر رکھے تھے۔ ☆☆☆☆

SADA-E-ODISHA
ସଦା–ଏ–ଓଡ଼ିଶା
ଉର୍ଦ୍ଦୁ ଓଡ଼ିଆ ମାସିକ ପତ୍ରିକା

Mob. : 9439062986,7008036293 ସମ୍ପାଦକ : **ଶେଖ୍ କୁରେଶ**

ମୌଲାନା ମଜରୁଲ୍ ହକ୍

ମୌଲାନା ମଜ୍‌ରୁଲ ହକ୍‌ଙ୍କ ଜନ୍ମ ବିହିତା ଥାନା ଅନ୍ତର୍ଗତ ପଟନା ଜିଲ୍ଲାରେ ୨୨ ଡିସେମ୍ବର ୧୮୬୬ ମସିହାରେ ଏକ ବିତ୍ତଶାଳୀ ତଥା ସମ୍ଭ୍ରାନ୍ତ ଘରେ ହୋଇଥିଲା। ତାଙ୍କର ପିତା ଅହମେଦୁଲ୍ଲା ହକ୍ ଜଣେ ଧନୀ ଜମିଦାର ଥିଲେ। ତାଙ୍କର ପ୍ରାରମ୍ଭିକ ଶିକ୍ଷା ତାଙ୍କ ନିଜ ଘରେ ହୋଇଥିଲା। ପରେ ସେ ଲକ୍ଷ୍ନୌସ୍ଥିତ କ୍ୟାନିଙ୍ଗ କଲେଜରେ ଉଚ୍ଚଶିକ୍ଷା ଲାଭ କରି ଆଇନ୍ ଶିକ୍ଷା ପାଇଁ ଲଣ୍ଡନ ଯାଇଥିଲେ। ସେଠାରୁ ପ୍ରତ୍ୟାବର୍ତ୍ତନ ପରେ ସେ ପଟନାରେ ନିଜର ଆଇନ ଶିକ୍ଷାର ଅଭ୍ୟାସ ଆରମ୍ଭ କରିଥିଲେ। ୧୮୯୭ରେ ହୋଇଥିବା ବିହାର ଦୁର୍ଭିକ୍ଷରେ ଅସହାୟଙ୍କ ସହାୟତା କରିବାରେ ତାଙ୍କ ବହୁତ ବଡ଼ ଅବଦାନ ଥିଲା। ସେ ଗାନ୍ଧିଜୀଙ୍କ ଆହ୍ୱାନରେ ବିହାରରେ ହୋଇଥିବା ଚମ୍ପାରନ ସତ୍ୟାଗ୍ରହରେ ଯୋଗଦେଇ ୩ ମାସ କାଳ ଜେଲ ଦଣ୍ଡ ଭୋଗିଥିଲେ। ୧୯୦୬ ମସିହାରେ ସେ ବିହାର କଂଗ୍ରେସ୍ କମିଟିର ସହ ସଭାଧ୍ୟକ୍ଷ ଭାବେ ନିଯୁକ୍ତ ହୋଇଥିଲେ। ଏହାପରେ ସେ ଅସହଯୋଗ ଆନ୍ଦୋଳନ ଏବଂ ଖିଲାଫତ ଆନ୍ଦୋଳନରେ ମଧ୍ୟ ଭାଗନେଇଥିଲେ। ମୌଲାନା ମଜରୁଲ୍ ହକ୍‌ଙ୍କ ଦୃଢ଼ ବିଶ୍ୱାସ ଥିଲା ଯେ – ''ସ୍ୱାଧୀନତା ହେଉଛି ଦେଶର ପ୍ରତ୍ୟେକ ନାଗରିକଙ୍କ ଜନ୍ମଗତ ଅଧିକାର''। ସେ ସାରନ୍ ଜିଲ୍ଲାରେ ପଞ୍ଚାୟତ ଗଠନ କରି ଗ୍ରାମ୍ୟ ଉନ୍ନତି ପାଇଁ ବହୁ ପଦକ୍ଷେପ ନେଇଥିଲେ। ଏହାଛଡ଼ା ବିହାରର ଶିକ୍ଷା ବ୍ୟବସ୍ଥାର ଉନ୍ନତିକରଣ, ବିଶେଷ କରି ନିଶୁଳ୍କ ଏବଂ ବାଧ୍ୟତାମୂଳକ ପ୍ରାଥମିକ ଶିକ୍ଷା ଉପରେ ଗୁରୁତ୍ୱାରୋପ କରୁଥିଲେ। ଯେଉଁଥିପାଇଁ ସେ ୧୯୨୦ ମସିହାରେ ନିଜର ଦାନାପୁର ରୋଡସ୍ଥିତ ୧୬ ବିଘା ଜମିନକୁ ''ସାଦାକତ୍ ଆଶ୍ରମ ଏବଂ

ବିଦ୍ୟାପୀଠ ପାଇଁ ଦାନ କରିଥିଲେ। ସେ ସମୟରେ ''ପରଦା ପ୍ରଥା'' ଅନୁଯାୟୀ ବହୁ ମୁସଲିମ୍ ଏବଂ ହିନ୍ଦୁ ପରିବାରରେ ମହିଳାମାନଙ୍କୁ ପୁରୁଷଙ୍କ ତୁଳନାରେ ନ୍ୟୁନ ବିବେଚନା କରୁଥିଲେ ଏବଂ ବହୁ ସାମାଜିକ କ୍ଷେତ୍ରରେ ବାରଣ କରୁଥିଲେ, ମୌଲାନା ମଜରୁଲ ହକ୍ ଜଣେ ମୁସଲିମ୍ ହୋଇ ମଧ୍ୟ ଏହି ରଢ଼ିବାଦୀ ଚିନ୍ତାଧାରାକୁ ବିରୋଧ କରିଥିଲେ ଏବଂ ଗାନ୍ଧିଜୀଙ୍କ ଅସହଯୋଗ ଆନ୍ଦୋଳନରେ ମହିଳାମାନଙ୍କୁ ସାମିଲ ହେବାକୁ ପ୍ରେରଣା ତଥା ଆହ୍ୱାନ ଦେଇଥିଲେ। ସେ ମଧ୍ୟ ଏକ ହିନ୍ଦୀ ସାପ୍ତାହିକ ପତ୍ରିକା ''ମାତୃଭୂମି'' ପ୍ରକାଶନା କରିଥିଲେ ଯାହା ଫଳରେ ତାଙ୍କୁ ଜେଲଦଣ୍ଡ ଯିବାକୁ ପଡ଼ିଥିଲା।

ମୌଲାନା ହିନ୍ଦୁ – ମୁସଲମାନ୍ ଏକତା ଉପରେ ବିଶ୍ୱାସ କରୁଥିଲେ। ସେ କହୁଥିଲେ ଯେ – ''ଆମେ ହିନ୍ଦୁ ହେଉ ବା ମୁସଲମାନ, ଆମେ ଗୋଟିଏ ନୌକାରେ ଅବତିର୍ଣ୍ଣ। ଆମେ ଭାସିବା ଏକା ସଙ୍ଗେ ଏବଂ ବୁଡ଼ିବା ମଧ୍ୟ ଏକା ସହିତ।''

ମୌଲାନା ଲଣ୍ଡନରେ ଥିଲାବେଳେ ''ଅଞ୍ଜୁମନ୍ ଇସ୍‌ଲାମିଆ'' ନାମକ ଏକ ସଂସ୍ଥା ଗଠନ କରି ବିଦେଶରେ ଥିବା ଭାରତୀୟଙ୍କ ସହିତ ମିଶି ଭାରତର ବିଭିନ୍ନ ସମସ୍ୟାର ସମାଧାନ ପାଇଁ ଏକଜୁଟ କରାଉଥିଲେ। ଅବଶେଷରେ ୧୯୨୬ ମସିହାରେ ମୌଲାନା ନିଜର ଶେଷ ସମ୍ପତ୍ତି ନିଜର ପୌତ୍ରିକ ଘରକୁ ମଧ୍ୟ ଦାନ ଦେଇ ଉକ୍ତ ପରିସରରେ ଏକାଠି ଏକ ମଦ୍ରାସା ଏବଂ ଉଚ୍ଚ ପ୍ରାଥମିକ ବିଦ୍ୟାଳୟ ଗଠନ କରିଥିଲେ। ତାଙ୍କର ମୂଳ ଉଦ୍ଦେଶ୍ୟ ଥିଲା ସାମ୍ପ୍ରଦାୟିକ ସଦ୍‌ଭାବନାର ପ୍ରଚାର ଓ ପ୍ରସାର। ମାତ୍ର ଅନୁତାପର ବିଷୟ ଯେ ଏହି ମହାନ ଦେଶଭକ୍ତଙ୍କ ଦେଶପ୍ରୀତି ଓ ତାଙ୍କର କୃତ୍ୟକୁ ଆଜି ଆମେ ଭୁଲି ଯାଇଛେ। ତେବେ ଆସନ୍ତୁ ଜାତି, ଧର୍ମ, ବର୍ଣ୍ଣ ଓ ଭାଷା ନିର୍ବିଶେଷରେ ଏକଜୁଟ ହୋଇ ଦେଶର ଉନ୍ନତି ଓ ପ୍ରଗତିରେ ସହଯୋଗ କରିବା, ଏହା ହିଁ ଏହି ମହାନ୍ ଦେଶଭକ୍ତ ମୌଲାନା ମଜରୁଲ ହକ୍‌ଙ୍କ ପାଇଁ ଉପଯୁକ୍ତ ସମ୍ମାନ ହେବ।

ଲିଙ୍ଗଭିତ୍ତିକ ଦୃଷ୍ଟିରେ ବିବାହ ବୟସରେ ସମାନତା ଆଣିବା ଏକାନ୍ତ ଜରୁରୀ

– ଶେଖ କୁରେଶ

ସଂପ୍ରତି ଦେଶର ସ୍ୱାଧୀନତା ଦିବସ ଉପଲକ୍ଷେ ଦିଲ୍ଲୀର ଲାଲ କିଲ୍ଲାରୁ ପ୍ରଧାନମନ୍ତ୍ରୀ ଉଦ୍‌ବୋଧନ ଦେଇ ଘୋଷଣା କରିଥିଲେ ଯେ, ଆଗାମୀ ଦିନ ମାନଙ୍କରେ ସରକାର ଝିଅ ମାନଙ୍କର ବିବାହ ବୟସ (ଯାହାକି ବର୍ତ୍ତମାନ ୧୮ ବର୍ଷ) ବଢ଼ାଇବାକୁ ନିଷ୍ପତ୍ତି ନେବେ। ଏହି ପରିପ୍ରେକ୍ଷୀରେ ମାତୃତ୍ୱ ଲାଭ କରିଦବାର ବୟସ, ହାରାହାରି ମାତୃ ମୃତ୍ୟୁ ହାର, ଖାଦ୍ୟ ପୁଷ୍ଟିକତା ହାର କ୍ଷେତ୍ରରେ ଅଭିବୃଦ୍ଧି ଏବଂ ଏହି ସମ୍ବନ୍ଧୀୟ ଅନ୍ୟାନ୍ୟ ବିଷୟ ଉପରେ ସଠିକ୍ ଗବେଷଣା ଏବଂ ଯାଞ୍ଚ କରିବାକୁ ଏକ ସ୍ୱତନ୍ତ୍ର ଗୋଷ୍ଠୀକୁ ଦାୟିତ୍ୱ ଦିଆଯାଇଛି। ଏହା ବ୍ୟତୀତ ଏହି ବାବଦରେ ଥିବା ଅଧିନିୟମରେ ଉପଯୁକ୍ତ ସଂଶୋଧନ କରି ଏହାକୁ ଉଚିତ ସମୟରେ ଲାଗୁ କରିବାକୁ ପରାମର୍ଶ ଦିଆଯାଇଛି।

କେତେକ ମୁସଲିମ୍ ନେତାଙ୍କ ଦ୍ୱାରା ପରିଚାଳିତ ମହିଳା ସମ୍ବନ୍ଧୀୟ ଗୋଷ୍ଠୀ ଯେପରି ''ଶାଇସ୍ତା ଅମ୍ବର'' (ସଭାପତି ଅଲ୍ ଇଣ୍ଡିଆ ମୁସଲିମ୍ ମହିଳା ପର୍ସନାଲ ଲ ବୋର୍ଡ), ଶାହାନାଜ ସିଦ୍ରାତ୍ (ସଭାପତି ବାଜ୍ମ–ଏ–ଖ୍ୱାତିନ୍, ଲକ୍ଷ୍ନୌ), ନୁରଜାହାନ୍ ସାଫିଆ ନିଆଜ୍ (ସହ ସମ୍ପାଦିକା ଭାରତୀୟ ମୁସଲିମ୍ ମହିଳା ଆନ୍ଦୋଳନ), ପ୍ରଧାନମନ୍ତ୍ରୀଙ୍କ ଏହି ଘୋଷଣାକୁ ପ୍ରଶଂସା କରିଛନ୍ତି ଏବଂ ସମର୍ଥନ ଜଣାଇବା କହିଛନ୍ତି ଯେ, ଏହା ଯୋଗୁଁ ମହିଳାମାନଙ୍କର ସାମ୍ବିଧାନିକ ବିବାହ ବୟସ ସୀମା ଅଭିବୃଦ୍ଧି ହେବ, ମହିଳାଙ୍କୁ ଅଧିକ ନ୍ୟାୟିକ ସହାୟତା ମିଳିବ ଏବଂ ସେମାନେ ବୈବାହିକ ଜୀବନ ଓ ମାତୃତ୍ୱଲାଭ ଉଭୟ ଦାୟିତ୍ୱକୁ ସେମାନେ ସଠିକ୍ ଭାବରେ ତୁଲେଇ ପାରିବେ। ତତ୍ ସହିତ ଏହି ପଦକ୍ଷେପ ଦ୍ୱାରା ମହିଳା ସଶକ୍ତିକରଣ ଓ ତାଙ୍କର ଉଚ୍ଚଶିକ୍ଷା ଦିଗରେ ଆହୁରି ସହାୟକ ହେବ।

୧୯୭୮ ମସିହାରୁ ଭାରତରେ ବିବାହର ନ୍ୟୁନତମ ବୟସ ପୁରୁଷଙ୍କ ପାଇଁ ୨୧ ବର୍ଷ ଏବଂ ମହିଳାଙ୍କ ପାଇଁ ୧୮ ବର୍ଷ ଧାର୍ଯ୍ୟ କରାଯାଇଛି। ଫଳରେ ଭାରତୀୟ ମହିଳାମାନେ ଏହି ଅଳ୍ପ ବୟସରେ ବିବାହ କରିଥିବା ଯୋଗୁଁ ଅନେକ ସମୟରେ ଅପପୁଷ୍ଟି ତଥା କୁପୋଷଣର ଶିକାର ହୋଇଥାନ୍ତି। ଅନେକ ସମୟରେ ସେମାନେ ନିଜର ବାସ୍ତବିକ ପରିଚୟ ତିଆରି ପାଇଁ ମଧ୍ୟ ସୁଯୋଗ ପାଇ ନ ଥାନ୍ତି। ତେଣୁ ଉଭୟ ପୁରୁଷ ଓ ମହିଳାଙ୍କ କ୍ଷେତ୍ରରେ ବିବାହ ନିମନ୍ତେ ସମସାମୟିକ ବୟସ ସୀମା ଉଭୟଙ୍କ ପାଇଁ ସମାନତା ଆଣିପାରିବ। ତେବେ ବର୍ତ୍ତମାନ ମଧ୍ୟ ଏହି ପରିପ୍ରେକ୍ଷୀରେ ଆଲୋଚନା ଚାଲିଛି ଯେ ଏହାକୁ ନେଇ ନୂତନ ଆଇନ ପ୍ରଣୟନ ହେବା ପଯୁଯ୍ୟ କି ନୁହେଁ? ଯାହାକୁ କି ପୁରୁଷ ପ୍ରାଧାନ୍ୟ ସମାଜ ଏବଂ କେତେକ ରତିବାଦୀ ସଙ୍ଗଠନ ପ୍ରବଳ ବିରୋଧ କରିଆସୁଛନ୍ତି। ହେଲେ କେତେକ ବୁଦ୍ଧିଜୀବି ଏବଂ ଜ୍ଞାନସମ୍ପନ୍ନ ବ୍ୟକ୍ତି ମହିଳାଙ୍କ ବିବାହ ବୟସ ସୀମା ବୃଦ୍ଧିକୁ ସମର୍ଥନ ଜଣାଇଛନ୍ତି, ତାଙ୍କ ମତରେ ଏହି ଅଧିନିୟମ ନିଶ୍ଚିତ ରୂପେ ଏକ ଉତ୍ତମ ମାର୍ଗ ହେବ, ଯାହା ମହିଳାମାନଙ୍କୁ ନିଜର ବାସ୍ତବିକ ପରିଚୟ ସୃଷ୍ଟି କରିବା ସହ ଆମ ଦେଶର ପ୍ରତ୍ୟେକ ମହିଳା ଦେଶର ମୂଲ୍ୟବାନ ସମ୍ପଦ ଭାବେ ପରିଗଣିତ ହେବେ। ଏ କ୍ଷେତ୍ରରେ ଆମ ପୁରୁଷ ପ୍ରାଧାନ୍ୟ ସମାଜକୁ ମହିଳାମାନଙ୍କ ଆବଶ୍ୟକତାକୁ ବିଚାରୀ ଏକ ସମସାମୟିକ ସମାଜ ଗଠନରେ ସହଯୋଗ କରିବା ଉଚିତ। ଯାହା ଆମ ଦେଶ ଭାରତ ପାଇଁ ଉନ୍ନତି ଓ ପ୍ରଗତି ପାଇଁ ଏକ ଉତ୍ତମ ମାର୍ଗ ବା ପନ୍ଥା ହେବ।

Printer, Publisher, Proprietor Shaikh Quraish Printed at Ananda Printers, Chandi Chhak, Cuttack - 753001 and Published from Gamhadia New Colony, Cuttack-753001, Orissa, Email : sadaeorissa@gmail.com Mob. : 9439062986, 7008036293 • Editor : ***SHAIKH QURAISH***